بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الفضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتیہِ مَن یَّشاءُ ۔ عسیٰ اَن یَّبعثکَ ربُّکَ مقامًا محمودًا

نمبر ۵۲۵۴ — رجسٹرڈ ایل

الفضل

خلافت نمبر

ربوہ — روزنامہ

ایڈیٹر :- روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL Rabwah

جلد ۵۰/۱۵ — ۲۳ ہجرت ۱۳۴۰ھش — ۲۳ مئی سنہ ۱۹۶۱ء — نمبر ۱۱۸

رکھتا ہے عجب شانِ خدا نام خلافت

ملتا ہے اسی قوم کو انعامِ خلافت
ہو جس کا عمل لائقِ اکرامِ خلافت

خورشیدِ جہانتابِ نبوت کی کرن سے
رخشندہ ہیں دیوار و در و بامِ خلافت

یہ سلسلہ در سلسلہ قائم ہے ہُدیٰ کا
پیغامِ نبوت ہی ہے پیغامِ خلافت

پھر شور اُٹھا خمکدہ مصطفوی میں
پھر دَور میں لائے ہیں وہی جامِ خلافت

شاہی میں گدائی ہے گدائی میں ہے شاہی
رکھتا ہے عجب شانِ خدا نامِ خلافت

آغاز کیا پھر جو مسیحائے زماں نے
تا روزِ قیامت نہیں انجامِ خلافت

تنویر یہ ہے دین کا اک نکتۂ باریک
آزاد وہی ہے کہ جو ہے رامِ خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۲ مئی۔ بوقت پونے آٹھ بجے صبح
کل شام حضور کو اعصابی بے چینی کی تکلیف ہو گئی جو دیر تک رہی۔ نیند بھی نہ آئی۔ دوائی دینے کے بعد نیند آئی۔ اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزاماً دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب

— کی علالت —

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ ربہ ناظر اصلاح و ارشاد ابھی تک بیمار چلے آتے ہیں۔ ڈاکٹر کرنل ملک نے آپ کی انتڑیوں کا معائنہ کیا ہے۔ انتڑیوں میں کچھ زخم پائے گئے۔ آپ علاج کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ احباب درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

روزنامہ الفضل ربوہ

تو بستنِ در و من فتحِ باب می شنوم

لفظ خلیفہ واحد ہے اور اس کی جمع خلفاء اور خلائف دونوں آتی ہے۔ قرآن کریم میں واحد اور جمع خلائف الفاظ استعمال ہوئے ہیں مختلف آیات جن میں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ جن آیات میں جمع خلائف استعمال ہوا ہے حسب ذیل ہیں :۔

(۱) ھو الذی جعلکم خلائف الارض (انعام ۱۶۶)

(۲) ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض (فاطر ۴۰)

(۳) ثم جعلناکم خلائف فی الارض (یونس ۱۵)

(۴) وجعلناھم خلائف (یونس ۷۴)

جن آیات میں خلیفہ بصیغہ واحد استعمال ہوا ہے حسب ذیل ہیں۔

(۵) انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ (بقرہ ۳۱)

(۶) یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس

قرآن کریم میں ایک جگہ باب استفعال میں بھی وہی کا استعمال ہوا ہے (نور ۵۵)

متعولہ بالا پہلی چار آیات میں جمع کا صیغہ خلائف استعمال ہوا ہے۔ سیاق و سباق کو دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ یہاں جہاں یہ جمع استعمال ہوئی ہے قومیں مخاطب ہیں۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی جگہ جب وہ نافرمان ہو گئی۔ دوسری قوم کو جانشین بنادیا آخری دو آیات ہیں جن میں خلیفہ کا لفظ واحد استعمال ہوا ہے۔ ایک آیت کریمہ حسب ذیل ہے۔

واذ قال ربک للملٰئکۃ
انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔
قالوا اتجعل فیھا من
یفسد فیھا ویسفک الدماء
ونحن نسبح بحمدک ونقدس
لک

فرشتوں کے اعتراض اور اللہ تعالیٰ کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانے کا ذکر ہے جو نہ صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کو عام کریگا۔ بلکہ دوسرے انسانوں کی بھی علم و عرفان میں راہنمائی کرے گا۔ یہاں خلیفہ کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو گا۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے تخلقوا باخلاق اللہ اور جس کو اشیاء کا علم دیا گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام مسلمہ طور پر اللہ تعالیٰ کے رسول مانے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس تصریح سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسالت ہی دراصل خلافت الٰہیہ ہے۔ اور رسول کے خلفاء وہی ہوتے ہیں۔ جو اس کی رسالت کے کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔

دوسری جگہ جہاں خلیفہ کا لفظ واحد استعمال ہوا ہے وہ حسب ذیل آیہ کریمہ ہے

یا داؤد انا جعلناک
خلیفۃ فی الارض فاحکم
بین الناس

یہاں بھی خلیفہ ایک ہی شخص کو بنایا گیا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا ہے پس تو لوگوں کے درمیان فیصلے کر۔

ہم نے یہ توجیہہ اس لئے کی ہے کہ آجکل بعض ترقی یافتہ لوگ خلافت کے معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ آیۂ استخلاف سے مراد ساری امت ہے۔ تاہم ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ خلافت کے معنی دو گونہ ہیں ایک خلافت کے معنے تو عام لفظی مفہوم رکھتی ہے۔ یعنی ایک کے بعد دوسری قوم جانشین ہوتی ہے۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نمائندگی یعنی اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو قائم کرنے والا خلیفہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام ایسے ہی خلیفہ تھے۔ اس معنی میں خلیفہ کی جمع خلفاء ہے۔ یہاں ہم صرف ایسی خلافت کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وعد اللہ الذین اٰمنوا
منکم وعملوا الصالحات
لیستخلفنھم فی الارض
کما استخلف الذین
من قبلھم ولیمکنن
لھم دینھم الذی ارتضیٰ
لھم ولیبدلنھم من بعد
خوفھم امنا۔ یعبدوننی
لا یشرکون بی شیئا و
من کفر بعد ذالک
فاولٰئک ھم الفاسقون۔

اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں۔ اور جنہوں نے اعمال صالحہ بجا لائے وعدہ کرتا ہے کہ وہ زمین میں تمہارے لئے خلافت قائم کرے گا۔ جیسا کہ اس نے ان لوگوں کے لئے خلافت قائم کی۔ جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اور دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ ان کے لئے مضبوط کرے گا۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا میری عبادت کرتے رہیں۔ اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جس نے اس کے بعد کفر کیا۔ پس وہ فاسق ٹھہرائے جائیں گے۔

ان الفاظ سے صاف واضح ہے کہ یہاں خلافت شخصی مراد ہے

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اللہ تعالیٰ کی دو ذوالعظیم نعمتیں نبوت اور حکومت جمع ہوئی تھیں آپ کے عین بعد جو خلافت مندرجہ بالا آیہ کریمہ کے مطابق قائم ہوئی۔ لازماً اس میں بھی یہ دونوں نعمتیں اکٹھی رہیں۔ چونکہ آپ کے خلاف مخالفین نے تلوار اٹھائی تھی۔ اور آپ کے دین کو تلوار سے مٹانے کی کوشش کی تھی۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ کو یہ دونوں نعمتیں اکٹھی دی جائیں اور جب تک حالات پورے طور پر درست نہ ہو جائیں۔ آپ کی خلافت میں بھی وہی شان قائم رہے۔ یعنی نبوت اور حکومت کی نعمتیں جو آپ کو دی گئی تھیں اکٹھی چلی جائیں۔ تاآنکہ خطرہ ختم ہو جائے۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیاں جو خلافت راشدہ اور ملوک عضوض کے متعلق ہیں وہ اسی بات پر دال ہیں۔ چنانچہ خلفائے راشدین المہدیین کے بعد حکومت خالص بادشاہی میں تبدیل ہو گئی۔ اور خالص دین کا کام بادشاہوں سے الگ دوسرے لوگوں کے سپرد ہوا اگرچہ خلافت کا لقب بادشاہوں نے اپنے ساتھ ہی چمٹائے رکھا۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ متوازی طور پر اموی اور عباسی خاندانوں کے دور حکومت ہی میں دین کی تکمیل کا کام بھی پورے جوش و خروش سے ہوا۔ اس دور میں بڑے بڑے ائمہ دین پیدا ہوئے جنہوں نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے تمام دینی مسائل کی تشریح پر وسیع ترین ذخیرہ بہم پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ کر رکھا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون مگر یہ وعدہ حکومت کے لئے نہیں ہے۔ البتہ یہ وعدہ تعلیمات اسلامی کے لئے ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔ اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مجددین پیدا کئے جو دین کے کام کو متواتر آگے بڑھاتے رہے لیکن حکومت جو غلط طور پر خلافت کے نام سے چلی آرہی تھی وہ تبدیل ہوتی رہی اور بالآخر ۱۹۲۴ء میں اس کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور اس طرح حقیقی خلافت علیٰ منہاج نبوت کے از سر نو نمایاں ہونے کے لئے میدان صاف ہو گیا جیسا کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں میں صاف طور سے اس کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ "مسئلہ خلافت" میں مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں :۔

"احادیث میں نہایت کثرت کے ساتھ اسلام کے ایک آخری دور کی بھی خبر دی گئی ہے۔ جو اپنے برکات کے اعتبار سے دور اول کے خصائص تازہ کر دے گا۔ اور جس کا حال یہ ہو گا کہ لا یدری اولھا خیر ام اٰخرھا نہیں کہا جاسکتا کہ امت کی ابتدا زیادہ کامیاب تھی یا اس کا اختتام؟ یہی وہ آخری زمانہ ہو گا جب اللہ کا اعلان اپنے کامل معنوں میں پورا ہو کر رہے گا کہ

لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون

(۶۱ : ۹) دین اسلام اور اس کا رسول اس لئے آیا تا کہ تمام دینوں اور قوموں پر بالآخر غالب ہو کر رہے۔ کیونکہ آخری غلبہ و بقا صرف اصلح کے لئے ہے۔ اور تمام دینوں میں اصلح صرف اسلام ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مایوسیوں اور نامرادیوں کی اس عالمگیر تاریکی میں بھی جو آج چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے ایک مومن قلب کے لئے فتح و اقبال کی روشنیاں برابر چمک رہی ہیں۔ بلکہ جس قدر تاریکی بڑھتی جاتی ہے۔ اتنا ہی زیادہ طلوع صبح کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔

ان موعدھم الصبح۔ الیس الصبح بقریب

تفاوت ست میانِ شنیدنِ من و تو
تو بستنِ در و من فتحِ باب می شنوم

(مسئلہ خلافت از آزاد صـ۱۱)

افسوس ہے کہ اسلامی تاریخ میں یہ غلطی خاص طور پر نمایاں رہی ہے کہ سیاست کے بغیر خلافت نہیں اس غلط تصور کی وجہ سے اسلام کی اشاعت کو جو نقصان پہونچا ہے۔ اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ بے شک سیاست زندگی کا ایک شعبہ ہے۔ اور اس پر بھی دین حاوی ہے لیکن تصور یہ رہا ہے کہ دین بغیر سیاست کے کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ دین کا سیاست کے شعبہ سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا دین کو دیگر شعبہ جات زندگی سے تعلق ہے۔ دین زندگی کے تمام شعبہ جات پر یکساں طور سے حاوی ہے۔ تجارت، سیاست، معیشت الغرض زندگی کا کوئی پہلو نہیں جس پر دین اپنی روشنی نہیں ڈالتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجددین کا سلسلہ ہی اسلئے قائم کیا ہے کہ مجددین زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے اپنے زمانہ میں دین کے نور سے منور کرتے رہیں اور اسطرح تمام زندگی کا احیاء ہوتا رہے نہ کہ صرف سیاست کا جسطرح انبیاء علیہم السلام بغیر سیاست کے ہو سکتے ہیں اسیطرح انبیاء علیہم السلام کی خلافت بھی ہو سکتی ہے۔ اگر مسلمان اقوام شروع سے ہی سمجھ جاتیں تو یقیناً دین زندگی کے ہر پہلو کو چمکا رہتا اور آج وہ نئے علوم و فنون کے لئے یورپ کی مرہون منت نہ ہوتیں۔ اسطرح ہمارے اکثر حکمران دین کے مؤید ہونے کی بجائے دین کی تخریب کا باعث بنتے رہے ہیں اور (باقی صفحہ ۷)

مسئلۂ خلافت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک نہایت ایمان افروز اور روح پرور تقریر

جو فیضانِ الٰہی تمہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہُوا اسے خلافت کے ذریعہ ہمیشہ قائم رکھو

جن حالات کی بناء پر پہلے مسلمانوں نے خلافت کو کھویا ان سے عبرت حاصل کرو اور ہمیشہ ان سے بچنے کی کوشش کرو

افراد مر سکتے ہیں لیکن قومیں اگر چاہیں تو خلافت کے قیام و استحکام کے ذریعہ سے ہمیشہ زندہ رہ سکتی ہیں

فرمودہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سات سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک رؤیا دیکھا جس میں بتایا گیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صرف ۳۲ سال کے بعد ہی مسلمان خلافت سے کیوں محروم ہو گئے۔ اس عظیم الشان انکشاف پر حضور نے مناسب سمجھا کہ نوجوانانِ جماعت کو توجہ دلائیں کہ انہیں ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ آئندہ وہ حالات کبھی پیدا نہ ہوں۔ جن کی بناء پر مسلمان خلافتِ روحانی سے محروم ہو گئے تھے۔ چنانچہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں حضور نے اس کے متعلق ایک نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی۔ یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ اب یوم خلافت کی تقریب پر یہ تقریر صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کرتے ہوئے احبابِ جماعت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اس تقریر کو پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں اور خلافت احمدیہ کے قیام و استحکام کے لئے ہمیشہ اس جماعتی عہد کو یاد رکھیں۔ جو حضور ان سے بارہا لیتے رہے ہیں؛

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

میں کل تھوڑی دیر ہی بولا تھا لیکن گھر جاتے ہی

میری طبیعت خراب ہو گئی

اور سارا دن پسینے آتے رہے۔ آج بھی گلے میں تکلیف ہے۔ کھانسی آ رہی ہے۔ بخار ہے اور جسم ٹوٹ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے میں شاید کل جتنا بھی نہ بول سکوں لیکن چونکہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا یہ آخری اجلاس ہے۔ اس لئے چند منٹ کے لئے یہاں آ گیا ہوں۔ چند منٹ بات کر کے میں چلا جاؤں گا اور اس کے بعد باقی پروگرام جاری رہے گا

انسان دنیا میں پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں، کوئی انسان ایسا نہیں ہُوا جو ہمیشہ زندہ رہا ہو لیکن

قومیں اگر چاہیں تو وہ ہمیشہ زندہ رہ سکتی ہیں

یہی امید دلانے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:۔

"میں باپ سے درخواست کرونگا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا۔ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ و ۱۷)

اس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے لوگوں کو اسی نکتہ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ چونکہ ہر انسان کے لئے موت مقدر ہے۔ اس لئے میں بھی تم سے ایک دن جدا ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر تم چاہو تو تم ابد تک زندہ رہ سکتے ہو۔ انسان اگر چاہے بھی تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن قومیں اگر چاہیں تو وہ زندہ رہ سکتی ہیں اور اگر وہ زندہ نہ رہنا چاہیں تو مر جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا کہ

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں۔ اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔

اس جگہ ہمیشہ کے یہی معنے ہیں کہ جب تک تم چاہو گے تم زندہ رہ سکو گے۔ اگر تم سارے مل کر بھی چاہتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ رہتے تو [illegible] زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ ہاں اگر تم یہ چاہو کہ قدرتِ ثانیہ تم میں زندہ رہے تو [illegible] زندہ رہ سکتی ہے۔

قدرتِ ثانیہ کے دو مظاہر

ہیں اوّل تائیدِ الٰہی اور دوم خلافت۔ اگر قوم چاہے اور اپنے آپ کو مستحق بنا[illegible] تو تائیدِ الٰہی بھی اس کے شاملِ حال رہ سکتی ہے اور خلافت بھی اس میں زندہ [illegible] ہے۔ خرابیاں ہمیشہ ذہنیت کے خراب ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ذہنیت د[illegible] رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالےٰ کسی قوم کو چھوڑ دے قرآن کریم میں اللہ [illegible] یہی فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتی یغیروا ما بانفسھ[م] اللہ تعالےٰ کبھی کسی قوم کے ساتھ اپنے سلوک میں تبدیلی نہیں کرتا جب تک [illegible] خود اپنے دلوں میں خرابی پیدا نہ کر لے۔ یہ چیز ایسی ہے جسے ہر شخص سمجھ سک[تا ہے] کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ کوئی جاہل سے جاہل انسا[ن] ایسا نہیں ہو گا جسے میں یہ بات بتاؤں اور وہ یہ کہے کہ میں اسے نہیں سمجھ [illegible] اگر ایک دفعہ سمجھانے پر نہ سمجھ سکے۔ تو دوبارہ سمجھانے پر بھی وہ کہے کہ میں نہ[illegible]

لیکن اتنی سادہ سی بات بھی قومیں فراموش کر دیتی ہیں۔ انسان کا مرنا تو ضروری ہے اگر وہ مر جائے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ لیکن قوم کے لئے مرنا ضروری نہیں۔ قومیں اگر چاہیں تو وہ زندہ رہ سکتی ہیں۔ لیکن وہ

اپنی ہلاکت کے سامان

خود پیدا کر لیتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صحابہ کو ایک ایسی تعلیم دی تھی۔ جس پر اگر ان کی آئندہ نسلیں عمل کرتیں تو ہمیشہ زندہ رہتیں۔ لیکن قوم نے عمل چھوڑ دیا اور وہ مر گئی۔ دنیا یہ سوال کرتی ہے۔ اور میرے سامنے بھی یہ سوال کئی دفعہ آیا ہے کہ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے صحابہ کو ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی تھی جس میں ہر قسم کی سوشل تکالیف اور مشکلات کا علاج تھا۔ اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا تھا پھر وہ تعلیم گئی کہاں اور ۳۳ سال ہی میں وہ کیوں ختم ہو گئی۔ عیسائیوں کے پاس

مسلمانوں سے کم درجہ کی خلافت

تھی۔ لیکن ان میں اب تک پوپ چلا آ رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عیسائیوں میں پوپ کے باغی بھی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی اکثریت ایسی ہے جو پوپ کو مانتی ہے۔ اور انہوں نے اس نظام سے فائدے بھی اٹھائے ہیں۔ لیکن مسلمانوں میں ۳۳ سال تک خلافت رہی۔ اور پھر ختم ہو گئی اسلام کا سوشل نظام ۳۳ سال تک قائم رہا اور پھر ختم ہو گیا۔ نہ جمہوریت باقی رہی نہ غربا پروری رہی۔ نہ لوگوں کی تعلیم اور غذا اور لباس اور مکان کی ضروریات کا کوئی احساس رہا

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ یہ ساری باتیں کیوں ختم ہو گئیں۔ اس کی یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی ذہنیت خراب ہو گئی تھی۔ اگر ان کی ذہنیت درست رہتی تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ یہ نعمت ان کے ہاتھ سے چلی جاتی۔ پس تم خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرو اور ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالےٰ نے دی ہی اس لئے ہے۔ تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا۔ اگر تم چاہتے تو یہ چیز ہمیشہ تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم لوگ خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا۔ گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کر لو۔ یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدنظر نہ رکھو۔ مثلاً تم ایسے شخص کو خلافت کے لئے منتخب کر لو جو خلافت کے قابل نہیں۔ تو تم یقیناً اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ مجھے اس طرف زیادہ تحریک اس وجہ سے ہوئی کہ آج رات دو بجے کے قریب

میں نے ایک رؤیا میں دیکھا

کہ پنسل کے لکھے ہوئے کچھ نوٹ ہیں جو کسی مصنف یا مورخ کے ہیں۔ اور انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں پنسل بھی Copying یا Blue رنگ کی ہے۔ نوٹ صاف طور پر نہیں پڑھے جاتے۔ اور جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نوٹوں میں یہ بحث کی گئی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمان اتنی جلدی کیوں خراب ہو گئے۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالےٰ کے عظیم الشان احسانات ان پر تھے۔ اعلیٰ تمدن اور بہترین اقتصادی تعلیم انہیں دی گئی تھی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا تھا۔ پھر بھی وہ گر گئے اور ان کی حالت خراب ہو گئی۔ یہ نوٹ انگریزی میں لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن

عجیب بات یہ ہے

کہ جو انگریزی لکھی ہوئی تھی۔ وہ بائیں طرف سے دائیں طرف کو نہیں لکھی ہوئی تھی بلکہ دائیں طرف سے بائیں طرف کو لکھی ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی میں اسے پڑھ رہا تھا گو وہ خراب سی لکھی ہوئی تھی اور الفاظ واضح نہیں تھے۔ بہرحال کچھ نہ کچھ پڑھ لیتا تھا۔ اس میں سے ایک فقرہ کے الفاظ قریباً یہ تھے کہ There were two reasons for it. There temperment becoming (1) Morbid and (2) Anarchical یہ فقرہ بتا رہا ہے کہ مسلمانوں پر کیوں تباہی آئی۔ اس فقرہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ خرابی جو مسلمانوں میں پیدا ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کی طبائع میں

دو قسم کی خرابیاں

پیدا ہو گئی تھیں ایک یہ کہ وہ ماربڈ (Morbid) ہو گئے تھے یعنی ان نیچرل (Unnatural) اور ناخوشگوار ہو گئے تھے۔ اور دوسرے ان کی ٹنڈنسیز (Tendancies) انارکیکل (Anarchical) ہو گئی تھیں میں نے سوچا کہ واقعہ میں یہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ مسلمانوں نے یہ تباہی خود اپنے ہاتھوں مول لی تھی۔ ماربڈ (Morbid) کے لحاظ سے یہ تباہی اس لئے واقع ہوئی کہ جو ترقیات انہیں ملیں وہ اسلام کی خاطر ملی تھیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت ملی تھیں انکی ذاتی کمائی نہیں تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے اور مکہ والوں کی ایسی حالت تھی کہ لوگوں میں انہیں کوئی عزت حاصل نہیں تھی لوگ صرف مجاور سمجھ کر ادب کیا کرتے تھے اور جب وہ غیر قوموں میں جاتے تھے تو وہ بھی انکی مجاور یا زیادہ سے زیادہ تاجر سمجھ کر عزت کرتی تھیں۔ وہ انہیں کوئی حکومت قرار نہیں دیتی تھیں اور پھر انکی حیثیت اتنی کم سمجھی جاتی تھی کہ دوسری حکومتیں ان سے جبراً ٹیکس وصول کرنا جائز سمجھتی تھیں۔ جیسے یمن کے بادشاہ نے مکہ پر حملہ کیا۔ جس کا قرآن کریم نے اصحاب الفیل کے نام سے ذکر کیا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو تیرہ سال تک آپ مکہ میں رہے۔ اس عرصہ میں چند سو آدمی آپ پر ایمان لائے۔ ۱۳ سال کے بعد آپ نے ہجرت کی۔ اور

ہجرت کے آٹھویں سال سارا عرب

خلافت علیٰ منہاج نبوت

(از مکرم محمد اجمل صاحب شاہد بی اے مربی سلسلہ احمدیہ)

(۱)

جس طرح خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ظاہری ضروریات کے لئے تمام ضروری اشیاء کا انتظام فرمایا ان کے جسمانی تقاضوں کو پورا کیا۔ بالکل اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان کی روح کی تشنگی کی سیرابی کا بھی انتظام کیا اور ایسے زمانہ میں جبکہ دنیا اپنے صحیح مقصد سے گم گشتہ ہو چکی ہوتی ہے اور وہ مادیت اور لادینیت کی نازک شاخ پر اپنے نشیمن کو تعمیر کرتی ہے تو خدا تعالیٰ اپنے کسی نائب اور خلیفہ کے ذریعہ ان کی جادۂ حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور ان کے ذریعہ ایک نئے روحانی زمین و آسمان کی تعمیر ہوتی ہے۔ جس میں انسانی روحیں ایک گونہ تسلی و تشفی سے ہمکنار ہوتی ہیں اور یہی وہ روحانی خلافت ہوتی ہے کہ جس میں دین کی تمکین اور بدامنی کا اختتام ہو جاتا ہے اور دنیا میں عدل و انصاف اور حقیقی امن قائم ہو جاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالعدل (ص ع۲) یعنی اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا کر بھیجا ہے پس لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر۔

گویا خلافت کا وجود خدائی اور روحانی نظام کا اکمل و برتر پرتو ہوتا ہے اور اس نظام کی حقیقی تجلی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ظہور سے تمام پذیر ہوئی جبکہ دنیا نے خدا تعالیٰ کی برق رو تجلی کا نظارہ فاران کی چوٹیوں سے کیا اور ان کو ایک عالمگیر دائمی شریعت دی گئی۔ گذشتہ صحف مقدسہ میں خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان خلیفہ کی آمد کو خود خدا تعالیٰ کی آمد قرار دیا گیا تھا اور اس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وجہ المہیمن ظاہر فی وجہہ
وشئونہ لمعت بہذا الشأن

غرض خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مختلف زمانوں اور قوموں میں خدا تعالیٰ کے انبیاء کا ظہور رہا تکمیل اور حقیقی خلافت کا ظہور ہوتا ہے۔

(۲)

وہ خلافت جو دنیا میں نبوت و رسالت کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے وہی حقیقی خلافت ہوتی ہے اور روحانی اقتدار کی صحیح معنوں میں حامل ہوتی ہے مگر ایک نبی بھی انسانی تقاضوں کے مطابق بالآخر اپنے مشن کی تکمیل کے بعد اس جہان سے گذر جاتا ہے اور اس کے روحانی نظام کی نگرانی کی ذمہ داری اس کے نائبین پر ڈالی جاتی ہے۔ جو کہ درحقیقت اس کے مشن کا ہی حصہ ہوتی ہے اور اس طرح وہ بالواسطہ خلافت کے تخت پر متمکن ہوتے ہیں۔ اور یہی خلافت نبوت کا مقام ہے، اس لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماکانت نبوۃ قط الا تبعتہا خلافۃ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹) یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت اس کا ایک لازمی جزو ہے۔ جن انبیاء کی تاریخ محفوظ ہے۔ ان میں ایسی خلافت کا ثبوت ملتا ہے۔ اور عیسائیوں میں تو آج تک یہ خلافت پاپائے روم کی صورت میں موجود ہے اور خود رسول کریم کے بعد خلافت راشدہ کا وجود عمل میں آیا۔ گویا ایک رنگ میں یہ خلافت اس نبی کے مشن کا تتمہ ہوتی ہے اور اسے اس وقت تک جب تک وہ اس کے صحیح مشن اور روح کی حامل ہوتی ہے، حقیقی خلافت کو نبوت سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۳)

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد نبوت اور خلافت کے ادوار کی تشریح کرتے ہوئے چار ادوار کی خبر دی۔ آپ فرماتے ہیں تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ...... ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکاً عاضاً فتکون ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ ثم...... ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

یہ حدیث گویا ایک رنگ میں قرآنی آیت واخرین منہم لما یلحقوا بہم کی تفسیر ہے کیونکہ اس میں (۱) نبوت (۲) خلافت علیٰ منہاج النبوت (۳) ملوکیت (۴) خلافت علیٰ منہاج النبوت کے چار ادوار کی خبر دی گئی ہے۔ گویا جس طرح امت محمدیہ کی ابتدا نبوت اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے ہوئی۔ اسی طرح آخری دور میں بھی ایسی خلافت کا ظہور ضروری ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق صرف چند سال تک خلافت راشدہ کا مبارک دور امت محمدیہ میں رہا اور اس کے بعد ملوکیت کا سلسلہ اموی اور عباسی دور حکومت میں چلتا رہا۔ ہو کر بالآخر سلطان عبدالحمید خلیفۃ المسلمین ٹرکی کی حکومت کے تختہ الٹنے کے نتیجہ میں بالکل ختم ہو گیا۔ اور مسلمانان عالم کی انتہائی کوششوں کے باوجود بظاہری خلافت کی آخری نشانی بھی ختم ہو گئی۔ گویا اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب امت محمدیہ میں آخری خلافت علیٰ منہاج نبوت کا مبارک روحانی دور شروع ہونے والا ہے

(۴)

انیسویں صدی کا آخر مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی تنزل و ادبار کا زمانہ تھا جبکہ اندرونی اور بیرونی فتنوں نے اسلام کو ایک جسد بے جان بنا رکھا تھا۔ علماء اس کی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے اور شعراء تو اس کی مرثیہ خوانی میں مصروف تھے اس وقت کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت ہی مؤثر الفاظ میں یوں کھینچا ہے:۔

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اس سیل ضلالت کے وقت میں خدا تعالیٰ کی سنت کے مطابق اس عظیم الشان بطل جلیل کا ظہور ہوا کہ جس نے اسلام کے اندرونی فتنوں کو فرو کیا اور بیرونی حملوں کا شاندار دفاع کیا اور آپ نے للکار کر یہ کہا:

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مسیحائی نفس سے اسلام کو پھر زندہ کر دیا اور تشنگان روحانیت اس چشمہ صافی سے سیراب ہونے لگے اور گم گشتگان ہدایت پھر سے راہ راست پر گامزن ہو گئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقی مقام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی خلیفہ ہونے کا تھا کیونکہ آپ کی بعثت آپ کے ہی مشن کی تعمیر تھی۔ اس لئے حضور فرماتے ہیں:

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۴)

نیز فرماتے ہیں:

"خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے؟"

(شہادۃ القرآن صفحہ ۵۷)

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ظلی اور بروزی رنگ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا عکس اپنے اندر رکھتا تھا۔ اور آپ کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے جو مقام حاصل ہوا وہ ایک امتی ہونے کی حیثیت سے ہی حاصل ہوا۔ آپ کے ظہور کے ساتھ اسلام کا وہ عظیم الشان دور شروع ہوا۔ جبکہ اسلام کے تمام ادیان باطلہ پر غلبہ اور تمام دنیا میں اشاعت کا کام ہونا تھا۔ اس اہم کام کی بنیاد آپ کے مبارک ہاتھوں سے رکھ دی گئی اور اس کی تکمیل و تاسیس ان وجودوں کے ذریعہ سے وابستہ تھی جو کہ قدرت ثانیہ کا نمونہ اور آپ کے حقیقی نائب تھے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"

(الوصیت صفحہ ۶)

غرض وہ روحانی میراث جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بحیثیت رسول اکرمؐ کے خلیفہ ہونے کے حاصل کی تھی۔ وہ کوئی عارضی چیز نہیں تھی۔ بلکہ وہ درحقیقت ایک بڑے سایہ دار اور لذیذ پھلدار درخت کا تخم تھا کہ جس کا بڑھنا اور پھلنا پھولنا مقدر تھا اور اس کی آبیاری آپ کے ان نائبین اور خلفاء کے سپرد تھی کہ جو کہ اس خدمت پر مامور رہیں گے۔ مبارک ہیں وہ وجود کہ جو اس مادیت کے لق و دق صحرا میں اس روحانی درخت کے نیچے جمع ہیں اور اس باغبان کی قدر کرتے ہیں کہ جس کی بدولت اس کی تر و تازگی اور زندگی قائم ہے؟

خلیفہ ہرگز معزول نہیں ہو سکتا

(از مکرم نصر اللہ خانصاحب ناصر جامعہ احمدیہ - ربوہ)

نظام خلافت نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام کو بھی اپنے ہاتھ میں رکھا ہے جیسا کہ آیت استخلاف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ" یعنی اللہ تعالیٰ ضرور ان کو (مومنوں) کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ درحقیقت خلافت موہبت الٰہی ہے اس میں مومنوں کی آراء کا دخل مشیت الٰہی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا من بعدی ابی بکر وعمر فانهما حبل الله الممدود فمن تمسك بهما فقد تمسك بالعروة الوثقٰی لا انفصام لها۔ (ازالة الخفاء صفحہ ۱۲۲)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا کہ وہ دونوں خدا کا قائم کردہ رسہ ہیں۔ جو ان سے تمسک کرے گا وہ ایسے مضبوط کڑے کو پکڑنے والا ہوگا جو ٹوٹ نہیں سکتا۔ اس حدیث نبوی میں انتخاب سے ہونے والے خلفاء کو عروہ وثقی قرار دیا گیا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ صحابہؓ کا انتخاب اصل میں مشیت الٰہی کا ہی آئینہ دار ہے۔

(۲) حضرت ابوبکرؓ کے متعلق خلافت کے تعلق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "یابی اللہ ویابی المومنون" یعنی نہ تو خدائی تقدیر ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بننے دے گی اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کی خلافت پر راضی ہو گی۔ اس حدیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ صرف خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ مومنوں کا مشورہ بے شک ہوتا ہے مگر اس میں بھی الٰہی تقدیر کام کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے بغیر کبھی خلیفہ منتخب نہیں کیا جا سکتا۔ جن لوگوں نے خلافت کی حقیقت پر غور نہیں کیا وہ اسے ایک عام انتخابی چیز سمجھتے ہیں اور جمہوری الیکشنوں کی طرح اسے بھی ایک الیکشن سمجھتے ہیں۔ مومنوں کی آراء اور مشوروں سے قیام خلافت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خلافت کسب اور جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ "لیستخلفنهم" بتلا رہا ہے کہ خلیفہ خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مستحق انسان کو اس مبارک منصب پر سرفراز کرتا ہے۔

اس بات کو سمجھ لینے کے بعد کہ خلافت موہبت الٰہیہ ہے۔ یہ خیال خود بخود باطل ہو جاتا ہے کہ خلیفہ معزول کیا جا سکتا ہے خلافت ایک روحانی نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف کے تحت نبوت کے تتمہ اور تکملہ کے طور پر قائم کیا جاتا ہے۔ یہ انعامات الٰہیہ میں سے ایک اعلیٰ درجہ کا انعام ہے پس یہ نا ممکن ہے کہ خلیفہ بنانے والا تو خدا ہو مگر کوئی ناقص انسانی دماغ اسے معزول کرنے پر کامیاب ہو جائے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا
مگر منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے
لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا"

اس ارشاد نبوی سے خلافت کی اہمیت اور عزل کا ناممکن ہونا واضح ہو جاتا ہے جماعت احمدیہ میں بھی جب انعامات رحمانیہ کے نتیجہ میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا تو بعض لوگوں نے عزل کا سوال کھڑا کیا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے اس کی پر زور تردید کی۔ آپ فرماتے ہیں۔

"ہزاروں نالائقیاں مجھ پر تھوپو مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگیں گی۔ جس نے مجھے خلیفہ بنایا یہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسے رافضی جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر اعتراض کرتے ہیں...... میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتی ہے اس رقعہ کو دیکھ کر سمجھاتا ہوں کہ خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے جب میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا...... مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دے گا تم اس معاملہ کو خدا کے حوالے کرو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے"

(الحکم ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء)

مندرجہ بالا اقتباسات سے صاف طور پر عیاں ہے کہ خلافت میں عزل کا سوال اٹھایا ہی نہیں جا سکتا۔ (الحکم ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء)

وِگروجن

صحت، تندرستی اور توانائی کیلئے

آج کل ناکافی غذائیت کی وجہ سے جسمانی اور اعصابی کمزوری عام ہے

وگروجن کے باقاعدہ استعمال سے ناکافی غذائیت کی وجہ سے جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ مقوی دوا اس کمزوری کو دور کرتی ہے اور جسم میں مرض کے مقابلہ کیلئے قوت مدافعت پیدا کر دیتی ہے۔

وگروجن میں ایسے مؤثر اجزاء شامل ہیں جو پست شدہ نسوں کی کمزوری کو دور کرکے اعصاب اور جسم میں طاقت پیدا کرتے ہیں۔

وگروجن جسمانی اور دماغی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ قوت حافظہ کو تیز کرتی ہے۔ معدہ کو طاقت دیتی ہے۔ بھوک بڑھاتی اور غذا کو جزو بدن بننے میں مدد دیتی ہے۔

وگروجن ملیریا۔ ٹائیفائڈ۔ انفلوئنزا اور دیگر امراض کے بعد کی نقاہت کے لئے ایک پر منفعت مقوی دوا ہے۔ قیمت فی شیشی چار روپے پچاس نئے پیسے علاوہ خرچ ڈاک

نسوم کارڈیل :- مستورات کی جملہ امراض کا مکمل علاج قیمت پانچ روپے علاوہ خرچ ڈاک

فہرست ادویات اور شرائط ایجنسی خط لکھکر طلب فرمائیں

المنار دواخانہ گولبازار ربوہ

الفضل کی اشاعت بڑھانا آپ کا قومی فرض ہے!

سفوف مقوی

بے اولاد اور کمزور مردوں کے لئے رحمت خداوندی ہے۔ اس کے استعمال سے مادہ تولید سے تعلق رکھنے والے جملہ نقائص دور ہو کر مرد بفضلہ قابل اولاد ہو جاتا ہے۔

خوراک ... [illegible]

خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ پاکستان

خورشید یونانی دواخانہ ربوہ کی جملہ ادویات کی مکمل فہرست مفت طلب کیجئے!

نور کاجل

دنیائے طب کی بے نظیر ایجاد!

آنکھوں کی خوبصورتی اور تندرستی کے لئے بہترین تحفہ۔ موتیا بند کے سوا آنکھوں کی جملہ امراض کا تیر بہدف علاج۔ آنکھوں کو گرد و غبار اور موسمی اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کا مسلسل استعمال بینائی تیز کرتا اور آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ بچوں، عورتوں اور مردوں سب کیلئے یکساں مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ خشک جوہر ہے جو پچاس سالہ استعمال و تجربہ کے بعد پیش کیا جا رہا ہے۔ قیمت :- فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ۔

تیار کردہ :- خورشید یونانی دواخانہ۔ گولبازار ربوہ

نور اُبٹنہ

چہرہ کے کیل، چھائیوں، داغوں، مہاسوں، اور چہرہ اور بدن کے مہین بالوں، داغ دھبوں کو دور کرنے کیلئے

بہترین اُبٹنہ

حسب ضرورت پانی اور تھوڑے سے روغن سرسوں میں ملا کر چہرہ اور بدن پر ملیں پھر مل مل کر اتار دیں ۔

خورشید یونانی دواخانہ ربوہ

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر :- روشن دین تنویر۔ بی اے ایل ایل بی

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ
کی
زیر نگرانی تیار شدہ
شاہین
BOOT POLISH
صنعتی نمائش لائلپور
میں
اول انعام یافتہ
چمک اور نفاست کیلئے
پائیداری
اعلیٰ چمک
و
نفاست کیلئے
BOOT POLISH
F.O.R.I
ہمیشہ استعمال کریں
اپنے شہر کے جنرل مرچنٹ سے
طلب کریں
BOOT POLISH
BLACK
چمک اور نفاست کیلئے
مٹی کے تیل سے جلنے والے چولہے
نئے دور کی
نئی پیشکش
بلحاظ اپنی خوبصورت شکل و شباہت مضبوطی۔ تیل کی بچت اور افراط حرارت کے تمام دنیا میں بے مثال ہیں۔ پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں ہماری ایجنسیاں موجود ہیں
تیار کردہ:۔ رشید اینڈ برادر۔ ٹرنک بازار۔ سیالکوٹ شہر